سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر: 05

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ

جامع الصفات

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی
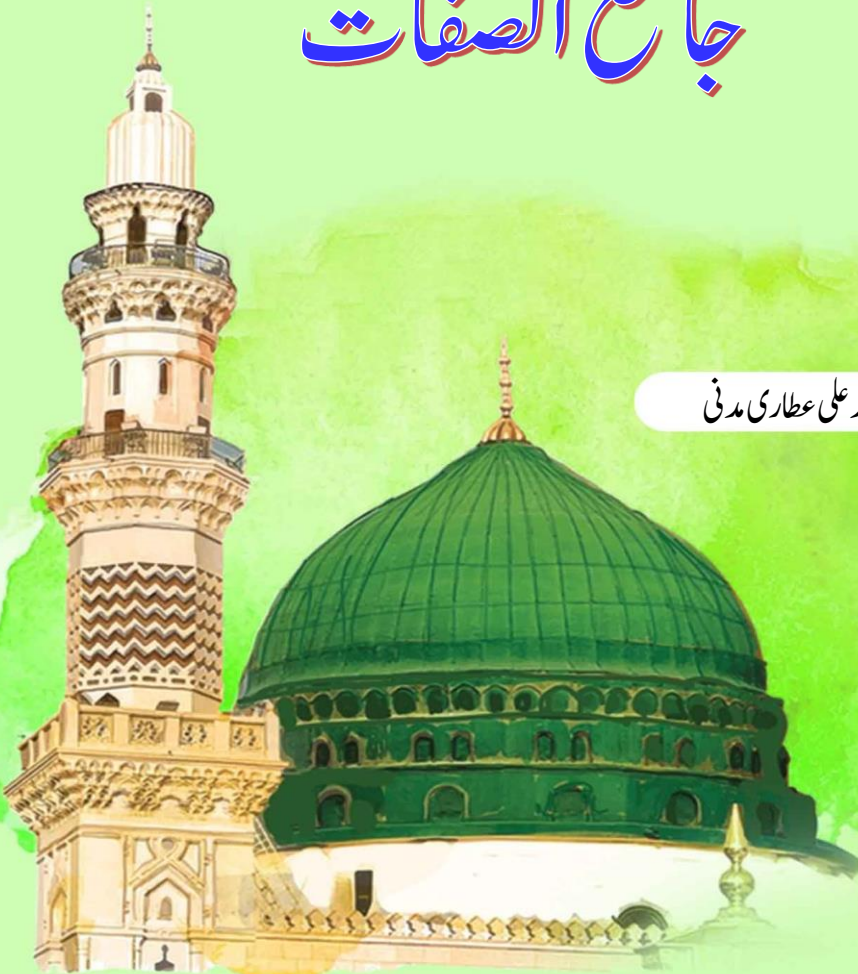
ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا پانچواں عنوان

مرتب

مولانا ابوالنّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے

اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُستطرَف، ج ۱، ص ۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرُود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب	:	رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ جامع الصفات
مرتب	:	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی
صفحات	:	35
اشاعت اوّل	:	ستمبر 2024ء (ویب ایڈیشن)
پیشکش	:	ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹر نیشنل

رسول اللہ ﷺ کی شانِ جامع الصفات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ بیان شارحِ بخاری سید محمود رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جامع الصفات کا مقدمہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نبی ایک لیڈر یا پیغمبر یا زیادہ سے زیادہ ایک استاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ نبی کو عام انسانوں پر کوئی بلندی و برتری حاصل نہیں ہے الاّ یہ کہ نبی پر وحی آتی ہے اور عام انسان اس سے محروم ہیں ۔لیکن یہ نظریہ عقلاً و نقلاً ہر طرح باطل ہے اور آج اسی ناپاک نظریہ نے سینکڑوں گمراہیوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ بشریت رسول سے متعلق جس قدر آیات قرآن میں ہیں اور ان میں جس قسم کی مماثلت و بشریت کا ذکر ہے اس کا تعلق صرف ظاہری جسمانیت و اعضاء و جوارح سے ہے ورنہ اخلاقی دماغی قلبی عملی حیثیت سے نبی کا مقام عام انسانوں سے بہر

صورت بلند و بالا ہے کیونکہ وحی کے امرِ فارق ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبی القاءِ ربانی سے متصف ہونے کے علاوہ تمام اوصاف و کمالات اور جملہ صلاحیتوں میں عام انسانوں کے برابر ہوتا ہے۔

یہ کہنا تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عالم و جاہل میں علم کا فرق ہے ورنہ فکری اور ذہنی صلاحیتوں میں دونوں یکساں ہیں۔ حالانکہ علم کی صفت سے کسی کا متصف ہونا خود اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ جاہل کے مقابلہ میں ہر حیثیت سے اخلاق و تہذیب میں حکمت و اصابت میں تہذیب و شائستگی میں دیانت و امانت میں ممتاز ہو۔

نبی اگرچہ اللہ کا بندہ اور انسان ہوتا ہے مگر نبوت و رسالت ایک ایسا بلند و بالا منصب ہے اور اس کے لوازم و خصائص کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ نبی کو لیڈروں، قائدوں، دقیقہ رس مُقَنِّنوں[1] نکتہ دان حکیموں اور کشور کشا فاتحوں[2] کی صفوں سے نکال کر اللہ عزوجل کا خلیفہ، اس کا نائب، اس کی ذات وصفات کا مظہر اور اس کی مرضی کا بندہ بنا دیتا ہے۔

---

(1)۔۔: قانون ساز، اصول و قوانین بنانے والے

(2)۔۔: کسی ملک یا علاقے بلکہ دنیا کو فتح کرنے والوں

نبی اور غیر نبی میں وحی کے فرق کے معنی یہ ہیں کہ وحی نبوت سے سرفراز ہو جانے کے بعد نبی وحی کے خصائص ولوازم سے بھی موصوف ہو جائے اور یہ خصائص ولوازم نبوت ایسے ہوتے ہیں جو نبی کو غیر نبی سے اخلاق و دانش حکمت و اصابت امانت و دیانت غرضیکہ ہر کمال وخوبی اور ہر شرف و بزرگی میں ممتاز کر دیتے ہیں۔ مثلاً انبیاء کے ادراک و احساس کی قوتیں اس قدر بلند ہوتی ہیں کہ جو چیزیں عام انسانوں کو محسوس نہ ہوں انہیں محسوس اور نظر آتی ہیں۔ جن آوازوں کوعامۃ الناس نہ سن سکیں وہ انہیں سنائی دیتی ہیں۔ ملائکہ، الہی قاصد بن کر ان کے پاس آتے ہیں، ربانی فیوض و برکات اور صمدی انوار و تجلیات کا ان کا سینہ مخزن بنتا ہے، ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ان کی بیعت خدا کی بیعت۔ ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی۔ ان سے محبت خدا سے محبت قرار پاتی ہے۔ نبی کا جسم ظلمت کدہ، عالم کا چراغ و علم و ہدایت کا مطلع النور ہوتا ہے۔ جیسے ان کا صحیفہ اور وحی ربانی نور ہوتی ہے وہ خود بھی سراپا نور ہوتا ہے جس سے اندھے دیکھتے ہیں، گمراہ راہ پاتے اور حق کے طالب روشنی حاصل کرتے ہیں ﴿وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا(۴۶)﴾ اس کی ذات مجسم ہدایت و رہنمائی اور امامت و

پیشوائی کے لئے خاص ہوتی ہے۔[3]

یعنی انبیاء کرام ظاہری جسمانیت و اعضاء وجوارح میں عام انسانوں کے مشابہ ہونے کے باوجود وحی اور اس کے لوازم و خصائص میں عام انسانوں سے صریحاً الگ اور بلند و اعلی ہوتے ہیں۔ حتی کہ بہت سے جسمانی خصائص میں بھی عام انسانوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ (حدیث میں ہے:) صحابہ نے حضور کو متصل و مقترن روزے رکھتے دیکھ کر روزے رکھے تو آپ نے انہیں یہ کہہ کر منع فرمادیا: ایکم مثلی --الخ تم میں میرا مثل کون ہے۔ میں اپنے رب کے پاس شب باشی کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔[4]

کیا عام انسانوں کو بھی حریمِ حق میں شب باشی اور روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر ہے؟ نیند کے متعلق فرمایا: تنام عینی میری آنکھیں سوتی ہیں

---

(3)۔۔: اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پارہ،22، الاحزاب، آیت: 46)

(4)۔۔: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ج 1، ص 646، حدیث: 1965 ماخوذاً

،دل بیدار رہتا ہے۔[5] کیا عام انسانوں کی یہی کیفیت ہے ؟خوابوں کے متعلق فرمایا: یہ وحی ہیں۔ قرآن نے کہا: ﴿اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى(۱۲) وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى(۱۳)﴾ نبی کے مشاہدہ میں اس سے جھگڑتے ہو؟[6]

کیا عام انسانوں کی رؤیت و مشاہدہ کا یہی عالم ہے ؟ حضور سے انتساب کی وجہ سے امہات المؤمنین کو یہ شرف حاصل ہوا کہ قرآن نے کہا: ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ اے نبی کی بی بیو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔[7] جب حضور کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو نبی تو بدرجہا اس کا سزاوار ہے کہ وہ کاحد من الرجال نہ ہو اور اپنے خصائص میں عام انسانوں سے ہر طرح بلند و بالا ہے۔

الغرض نبی و غیر نبی میں وحی و نبوت کا جو فرق ہے اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ نبوت کے تمام لوازمات و خصوصیات اور ضروری اوصاف میں بھی

---

(5)۔۔: صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام۔۔ الخ ج 2، ص 491، حدیث: 3569

(6)۔۔: ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔(پ 27، سورۃ النجم، آیت: 12، 13)

(7)۔۔: پارہ 22، الاحزاب، آیت: 32

فرق و امتیاز ہو اور کسی کو نبی تسلیم کرنے کے ساتھ ہی اس کو نبوت کے تمام اوصاف و لوازمات و خصوصیات کا حامل ماننا بھی ضروری ہے۔ الشیٔ اذا ثبت بلوازمہ۔[8]

حقیقت یہ ہے:

کہ رسولوں میں رسولِ مکرم، نورِ مجسم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کا وہ بلند و بالا مقام ہے جو فہم انسانی سے بالاتر ہے اور زبان و قلم میں محبوب خدا کی عظمت و بزرگی کے اظہار کی کہاں طاقت ہے۔

بیاں ہو کس سے کمالِ محمد عربی
ہے بے مثال جمالِ محمد عربی

مگر "مَا لَا یُدرَكُ کُلُّهُ لَا یُترَكُ کُلُّه"[9] کے مطابق زمانہ کے اُدَباء، اہل قلم حضرات نے اس سرورِ کون و مکاں کے فضائل و کمال محامد و محاسن کو

---

(8)۔۔: یہاں لفظ "ثبت" دوبار ہونا چاہئے، کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ فتاوی رضوی میں مکمل قاعدہ یوں ہے: اِنّ الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ یعنی جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام احکام کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ (فتاوی رضویہ، بیانات متعلق سوال، ج18، ص398)
فتاوی قاضی خاں، کتاب البیع باب فی قبض المبیع، ج2، ص394

(9)۔۔: یعنی جو کام پورا پورا نہ کیا جا سکتا ہو اسے بالکل چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر العظمۃ اللہ عظمت رسول کے دریائے بے پایاں کا کنارہ کسی کو ہاتھ نہ آیا اور سب نے عالم حیرت و استعجاب میں یہی کہا اور سنایا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (10)

یہ کتاب جس میں ایک خادم درگاہِ نبوت نے اپنی کج مج (11) بیانی کے دانوں کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ بھی مقامِ نبوت کی بلندی کے بیان سے قاصر ہے تاہم اسی اصول مذکورہ کے تحت اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر مسیح کلمۃ اللہ تک جتنے انبیاء کرام تشریف لائے اور ان کو جو بھی فضل و کمال پیش گاہِ الٰہی سے عطا ہوئے ہمارے رسول ان سب کے جامع ہیں۔ گویا اس کتاب میں اس امر پر بحث نہیں ہے کہ حضور سید المرسلین کے وہ کون سے فضائل و محاسن ، معجزات و کمالات ہیں جو انبیاءِ سابقین کو نہیں ملے۔ بلکہ اس کتاب میں صرف اور صرف اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ انبیاء سابقین کو جو بھی

---

(10)۔۔: ترجمہ: قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بزرگ ہستی ہیں۔
(11)۔۔: ٹیڑھا میڑھا، پیچیدہ، الجھا ہوا، غیر واضح

معجزات ملے تھے وہ سب حضور کو عطا ہوئے ہیں اور آپ جامع الصفات ہیں۔

انتباہ:

اس تفصیل سے ہمارا مقصد انبیاء سابقین کی معاذ اللہ تذلیل یا ان کے فضل و کمال میں کسی قسم کا نقص ثابت کرنا یا ان کی نبوت کو حضور کی نبوت کا ظل قرار دینا نہیں ہے کیونکہ عقائد کا مسئلہ ہے کہ نفسِ نبوت میں ہر نبی مساوی درجہ رکھتا ہے جس طرح کہ نفسِ ایمان کے لحاظ سے جبرئیل کے ایمان اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہر نبی ایک مستقل نبی ہے ۔اس کو نبوت خدا نے عطا کی ہے۔ ایک نبی کی نبوت دوسرے نبی کی نبوت کی فرع یا ظل یا پرتو نہیں ہے، اور نہ نبوت کلی مشکک ہے کہ کسی پر زیادتی اور کسی پر کمی کے ساتھ صادق آئے۔ غرضیکہ اس تفصیل سے مقصود صرف یہ ہے کہ ہمارے حضور افضل المرسلین امام النبیین ہیں اور تمام انبیاء کے معجزات و کمالات کے جامع ہیں۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ حضور علیہ السلام کے فضائل و کمال کے بیان کرنے سے انبیاءِ سابقین کی شان میں کمی نہیں آتی بلکہ حضور کی شان بیان کرنے

سے انبیاء علیہم السلام کی شانوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھئے دنیا میں ہزاروں نبی اور سینکڑوں صحیفے آئے مگر انہیں پیغمبروں اور کتابوں کے نام ہوئے جن کو ہمارے رسول نے روشن فرمایا۔

حضرت مریم کو یہود نے تہمت لگائی مگر ہمارے رسول نے ان کی پاکدامنی بیان فرمائی ۔ حضرت موسیٰ کو ان کی قوم نے عیب لگایا لیکن ہمارے اماموں نے اس کو عیب سے بری قرار دیا۔ کعبہ جو حضرت شیخ الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ کی آرزوؤں کا مخزن تھا قریش نے بت خانہ بنا دیا۔ مگر ہمارے رسول نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ مدینہ کا شہر عام شہروں کی مانند تھا اس میں کوئی خصوصیت نہ تھی مگر یہ چونکہ ہمارے رسول کے پامال قدم ہونے کا شرف رکھتا ہے اس لئے خلاّقِ عالم[12] نے اس مقدس سرزمین کی اپنے آخری کلام میں قسم یاد فرمائی اور اسی سے سرزمین بطحا دوعالم سے بہتر ہوگئی۔ مولانا فرماتے ہیں:

خاک طیبہ از دوعالم خوشتر است

(12)۔۔: عالَم کو پیدا کرنے والے۔

اے خنک شہرے کہ درولے دلبر است [13]

اعلی حضرت فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

انبیاء تو انبیاء ہیں خود رب العزت جل مجدہ فرماتا ہے: کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف خلقتُ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم چھپے ہوئے خزانہ تھے۔ ہم نے چاہا کہ ہم پہچانے جائیں تو ہم نے نورِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کو پیدا فرمایا۔ [14]

جب رب العزت جل مجدہ کی پہچان و معرفت کا ذریعہ بھی حضور ہی ہیں تو انبیاء کرام کو مشہور اور ان کی عظمت و رفعت اور ان کے فضائل و

---

(13)۔۔: یعنی طیبہ کی خاک دونوں جہانوں سے بہتر ہے، اے (دل) کی ٹھنڈک شہر کہ وہاں محبوب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رہتے ہیں۔

(14)۔۔: مصنف علیہ الرحمہ نے یہ روایت زرقانی کے حوالے سے لکھی تھی، تلاش بسیار کے باوجود بندہ ناچیز کو زرقانی میں نہ مل سکی البتہ مرقاۃ میں کچھ فرق کے ساتھ ملی ہے اسی کی تخریج کر دی گئی ہے۔
جاوید قادری

مرقاۃ کے الفاظ یہ ہیں: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَرَدْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأَنْ أُعْرَفَ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، الفصل الاول، تحت الحدیث: 82، ج1، ص268)

کمال کو دنیا پر ظاہر کرنے والے حضور نہیں تو اور کون ہیں ؟۔

ہاں ہاں یہ ہمارے حضور کا صدقہ ہے کہ آج دنیائے اسلام کے ہر بچہ کی زبان پر آدم موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے نام ہیں اور ساری کائنات میں انبیاءِ سابقین کے معجزات و کرامات مشہور ہیں۔

اسی حدیث قدسی سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ اللہ تعالی کی حقیقی اور سچی معرفت و پہچان کا ذریعہ و وسیلہ حضور ہی ہیں۔ آپ نہ ہوتے تو کنزِ مخفی کیسے ظاہر ہوتا۔ دنیا خدا کے وجود اور اس کی ذات و صفات کو کیسے جانتی۔ قومِ مسلم کے سر رب الارباب کی بارگاہ میں کیسے جھکتے۔ گویا خلاّق عالم نے اپنی پہچان کا ذریعہ محمد مصطفی علیہ التحیۃ و الثنا کو بنایا۔ اور اس سے کامل و اکمل افضل و اعلی ذریعہ علم الہی میں اور کوئی نہ تھا۔ اس لئے ہمارے نبی سب کی عظمت و رفعت کے اظہار کا ذریعہ بن گئے اور جس کو آپ نے ظاہر کیا وہ روشن ہو گیا اور جو زبانِ مصطفیٰ پر نہ آیا وہ ایسا مخفی کہ کسی کی زبان پر اس کا تذکرہ ناممکن ہو گیا۔ اس لئے حضور نبی کریم کے ذکر اور آپ کے فضل و شرف کے اظہار سے کسی کی تذلیل کیسے ہو سکتی ہے ؟

میرے والدِ محترم و استاذِ معظم حضرت مولانا الحاج علامہ ابو البرکات

سید احمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور نے ایک مرتبہ اپنے درس میں فرمایا: اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں کسی نے یہ مصرعہ پڑھا کہ۔

شان یوسف بھی گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

اعلی حضرت ناراض ہوئے فرمایا: یہ غلط ہے، یہ کہو کہ

شان یوسف بھی بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

اور واقعی سچی بات ہے ہمارے نبی کسی کو گھٹانے نہیں آئے بلکہ بڑھانے آئے ہیں۔ حضور کو کسی سے عزت نہ ملی، ان کو معزز فرمانے والا ان کا رب ہے، لیکن حضور سے سب کو عزت ملی۔

غرضیکہ اگر اس قسم کی مثالیں دی جائیں تو ایک الگ کتاب بن جائے۔ تاہم یہ ظاہر بلکہ بدیہی امر ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت کے بیان سے کسی کی شان میں کمی نہیں آتی۔

محمود رضوی

جَامعُ الصّفات

حسنِ یوسف دم عیسیٰ یَدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (15)

سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات ہیں، کوئی کمال ایسا نہیں جو آپ میں نہ پایا جاتا ہو، اور کوئی خوبی ایسی نہیں جو آپ میں موجود نہ ہو۔یعنی میرے آقا ہر فضل و شرف کے مالک اور آپ کے اوصاف عیبِ تناہی سے پاک و منزہ ہیں۔

تیرے تو وَصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور فضل و شرف کے سورج اور حسن وخوبی کے چاند ہیں، اسی فضل کے سورج سے نور لے کر تمام انبیاء کرام چمکے ہیں،یعنی حضور اصل ہیں اور سارے انبیاء فرع ہیں آپ سورج ہیں اور سارے رسل تارے ہیں۔

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا

---

(15)۔۔:آپ یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسی علیہ السلام کی پھونک اور روشن ہاتھ رکھتے ہیں جو کمالات وہ سارے رکھتے ہیں آپ اکیلے رکھتے ہیں۔

نیّرِ نور ہو تم سارے رسل تارے ہیں

جس طرح ستارے آفتاب سے نور لے کر دمکتے ہیں، لیکن کب چمکتے ہیں جب کہ آفتاب چھپا ہو، اسی طرح تمام انبیاء کرام اسی آفتاب فضل سے نور لے کر چمکے اور اس وقت تک چمکتے رہے جب تک کہ آفتابِ نبوت کے نیّرِ اعظم نے صحنِ عالم میں قدم نہ رکھا۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

یعنی انبیاء میں جو فضائل و کمال تھے وہ حضور کے نور کا ایک قطرہ تھا، اور جن معجزات کا ان سے ظہور ہوا وہ سب نورِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے فیضان کا ظہور تھا، اگرچہ ہر نبی ایک مستقل نبی تھا، ان کی نبوتیں حضور کا ظل یا پرتو(16) نہ تھیں۔ مگر نبیوں کو نبوت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صدقہ میں ملی تھی۔

لَا وَ ربِّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

---

(16)۔۔۔: عکس، سایہ

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَکُلُّھم مِن رَسُولِ اللہ مُلتمسٌ   غَرفاً مِنَ البحراورشفاً مِنَ الدَّیِمِ

تمام انبیاء حضور کے دریائے اخلاق کا ایک چلو اور آپ کے ابرِ کرم کا ایک جرعہ [17] لینے کے طالب ہیں۔[18]

یعنی محبوبِ خدا سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا ایسا بے مثال دربار ہے اور آپ ایسے سخی ہیں کہ آپ کے ابرِ کرم سے تمام انبیاء سیراب ہوئے اور آپ ہی کے جود و سخا و بحرِ علم سے علم و معرفت کے خزینے حاصل ہوتے ہیں۔

امام بیہقی حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں: إِنَّ أَكْرَمَ خَلِيقَةِ اللہ عَلَى اللهِ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رب کے سب میں بڑے بزرگ خلیفہ حضور علیہ السلام ہی ہیں۔[19]

---

(17)۔۔: گھونٹ۔ مرادی معنی: ایک قطرہ

(18)۔۔: عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ، البیت: 39، ص130

(19)۔۔: شعب الایمان، الایمان بالملائکۃ، فصل فی معرفۃ الملائکۃ، ج1، ص308
مسند الحارث، کتاب علامات النبوۃ، باب فی فضلہ، ج2، ص872، حدیث: 935

خلیفہ خدا کا نائب اور اس کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے، شہنشاہ، نعم واکرام کی تقسیم نائبوں سے کراتے ہیں کیونکہ حضور اللہ عزوجل کے نائب اکبر ہیں، اسی لیے نعم واکرام کی تقسیم حضور کے دربار سے ہوتی ہے۔

بخدا خدا کا یہ ہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو وہاں نہیں تو یہاں
نہیں

حضور علیہ السلام قاسم کائنات میں فتح و نصرت علم و معرفت، رحمت و مغفرت نعمت و برکت غرض یہ کہ کارخانہ الٰہیہ کی باگ دوڑ حضور ہی کے مقدس ہاتھ میں ہے۔

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح و شام
ایسے بڑھے ہوئے ہیں رسولِ خدا کے ہاتھ

بھکاری آتے ہیں اپنی جھولیاں گوہر مراد سے بھر کر جاتے ہیں، سائلین کا ہجوم ہے جو مانگتا ہے پاتا ہے، جو آتا ہے لے کر جاتا ہے، اُس دربار کے دروازے ہر وقت ہر ان ہر شخص کے لیے مفتوح ہیں، کیونکہ "نا" کہنا اس رحمتِ عالم کی عادت نہیں ہے یہاں سائل کو کبھی نفی میں جواب نہیں ملا ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فُزوں
اور " نا" کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

قاسمِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعطِی خدا دیتا ہے تقسیم میں فرماتا ہوں۔[20]

یہ حدیث کتنی مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے، کیوں نہ ہو زبان رسول کے الفاظ ہیں، اس حدیث کے معانی و مفہوم کے بیان کے لیے دفتر درکار ہیں، یہاں آپ صرف اس حدیث کے ایک پہلو پر غور کیجئے، حضور فرماتے ہیں: واللہ یعطی[21] کا قاسم ہوں یعنی تقسیم کسی قید سے مقید نہیں ہے، نہ اس میں زمانہ کی قید ہے نہ وقت کی نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی نہ عطیہ کی قید ہے، نہ لینے والے کی، گویا مقصودِ حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا معطی خدا ہے اور میں ہر چیز کا قاسم ہوں۔

کلمہ اِنَّما

حدیث مذکورہ میں کلمہ "اِنّما" بھی قابلِ غور ہے۔ اِس کلمہ نے حصر کا

---

(20)۔۔: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً۔۔الخ، ج1، ص43 حدیث: 71
(21)۔۔: ترجمہ: اللہ عطا فرماتا ہے

فائدہ دیاہے، اب یہ معنی ہوئے کہ حضور ہی قاسم ہیں، ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے۔ ہر نعمت کی تقسیم انہیں کے سپرد ہے جس کو جو ملے گا انہیں کے در سے انہیں کے وسیلے اور واسطے سے ملے گا، ان کے وسیلہ کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے تو ہر گز نہ ملے گا۔

بے اُن کے واسطہ کہ خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

ناظرین! اس مختصر سی تقریر سے روشن ہو گیا کہ حضور علیہ السلام قاسم علی الاطلاق ہیں، ازل سے ابد تک جس کو جو ملا یا ملے گا سب انہیں کی بار گاہ سے بٹا اور بٹتا ہے، اسی لیے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وکلُّ آیٍ اَتَی الرُّسُلُ الکِرامُ بِہا فَاِنّمَا اتّصلَت من نورہٖ بِہِمِ

انبیائے کرام جو معجزات اُمم سابقہ پر لائے وہ سب حضور پاک کی لمعانیت اور تابانیت سے انہیں حاصل ہوئے تھے۔ (22)

---

(22)۔۔: عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ، البیت: 52، ص 151

اور یہ عقل بھی مانتی ہے کہ جب انبیاء کرام حضور کے خلفاء و نائبین ہیں اور حضور سید المرسلین نبی الانبیاء ہیں جس پر قرآن حکیم شاہد ہے تو انبیائے سابقین کے تمام معجزات و کرامات، فضائل و محاسن ہمارے حضور کا عطیہ نہیں تو اور کیا تھے۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں: **فجمیع ما ظھر علی ایدی الرسل علیھم السلام سواہ من الأنوار فإنما ھو من نورہ الفائض** انبیاء کرام و رسل عظام سے جو معجزات ظاہر ہوئے وہ سب حضور کے فیض کا ظہور تھا۔[23]

اب رہا یہ سوال کہ تمام انبیاء حضور کے نور سے کیسے مستفیض ہوئے، اس کے متعلق علامہ مرزوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے اول جو فیضان نورِ محمدی ظاہر ہوا وہ پیشانیِ آدم علیہ السلام میں ہوا جب کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر تعلیمِ اسماء فرمائی، اور مقام جوامع الکلم محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے نوازا اور حضرت آدم

---

(23)۔۔: مواہب لدنیہ، المقصد الرابع، الفصل الثانی: فیما خصہ اللہ تعالی بہ۔۔ الخ ج2، ص 243

نے ملائکہ پر وہ علم الٰہی ظاہر کیا حتی کہ مخلوق الٰہی کا ظہور ہوا اور اصلاب و انساب بدلتے بدلتے زمانہ سید المرسلین آیا۔

اندرج فی نورہ کل نور، وانطوی تحت منشور آیاته کل آیة لغیرہ من الانبیاء، ودخلت الرسالات کلها فی صلب نبوته، والنبوات کلها تحت لواء رسالته

تو نورِ محمدی میں تمام انوار مندرج ہو گئے اور تمام انبیاء کے معجزات و آیات حضور کے دفتر آیات میں لپٹ گئے اور تمام رسالتیں سلب نبوت مصطفویہ میں آ گئیں، اور تمام نبوتیں لوائے رسالتِ محمدیہ میں داخل ہو گئیں۔ (24)

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نُور لیا کرتے ہیں

ناظرین کرام! اس مختصر سی تقریر سے روشن ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام میں جو بھی فضائل و کمال تھے وہ سب ہمارے نبی کریم کا صدقہ اور آپ ہی کا فیض تھا، لیکن اب ہم چاہتے ہیں کہ اس مضمون کو اور مدلّل کر دیا

---

(24)۔۔۔: حوالہ سابق

جائے تاکہ شبہات کے دروازے مضبوطی سے بند ہو جائیں، اور کسی باغی کو مجالِ اعتراض نہ رہے۔ رب العزت جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ یہ نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اے رسول آپ بھی ان کی موافقت کیجئے۔[25]

لغت میں اقتدا کے معنی شخصِ ثانی کا شخص اول کے موافقت کرنے کے ہیں۔ آیت بالا پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو انبیاء کرام کی اقتداء (پیرو) ہونے کا حکم ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ معنیٰ کافہ اہل اسلام کے اس عقیدہ مسلّمہ کے خلاف ہے کہ حضور امام الانبیاء ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا امام الاولین و آخرین، افضل النبیین ہونا قطعی ایمانی، اذعانی، ایقانی، یقینی، اجماعی مسئلہ ہے، اور کتاب مجید و احادیث حمید سے ثابت ہے، اس مسئلہ کی پوری تحقیق تو اعلیٰ حضرت کے رسالہ تجلی الیقین میں موجود ہے یہاں ہم مختصراً عرض کرتے ہیں:

(1) قرآن حکیم میں ارشاد ہے: ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُم عَلٰى

---

(25)۔۔: پارہ 7، الانعام، آیت: 90

بَعۡضٍ ۘ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ؕ﴾ یہ رسول ہیں بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کلام کیا اور بعض وہ ہیں جن کو ہم نے درجوں بلندی عطا فرمائی۔ (26)

اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ خلق کی ہدایت کے لیے انبیاء تشریف لائے مگر تمام انبیاء ایک درجہ اور ایک مرتبہ کے نہ تھے، بعض کو بعض پر فضیلت ہے، کوئی "کلیم اللہ" ہے کوئی "خلیل اللہ" ہے کوئی "ذبیح اللہ" ہے اور بعض پیغمبر ایسے ہیں جو بہت بلند مرتبہ ہیں۔ جمہور مفسرین فرماتے ہیں "رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ" سے مراد ذاتِ ستودہ صفات سرورِ انبیاء حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (27)

گویا آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ اور وہ مرتبہ ہے جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا اور آپ کے مقام کا ادراک عقلِ انسانی نہیں کر سکتی۔

(2) ابن عساکر و بزار بسندِ صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

---

(26)۔۔۔: پارہ 3، البقرۃ، آیت: 253

(27)۔۔۔: تفسیر خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 253، ج1 ص 193

راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بہترین اولاد آدم پانچ ہیں، آدم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و محمد علیہم السلام وخیرھم مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وصلى عليهم أجميعن اور ان سب میں افضل و اعلیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔[28]

(3) امام بخاری تاریخ میں طبرانی اوسط میں بیہقی و ابو نعیم حضرت جابر سے راوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا قَائِدُ الْمُرسَلِينَ وَلَا فَخرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخرَ میں تمام انبیاء و مرسلین کا پیشوا ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں۔[29]

(4) امام ترمذی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا خَيرُهُم نَفسًا، وَخَيرُهُم بَيتًا میں تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہوں، میرا خاندان تمام خاندانوں سے بہتر

---

(28)۔۔: مسند البزار، عدی بن ثابت، ج17، ص141، حدیث:9737

(29)۔۔: سنن دارمی، باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل، ص197، حدیث:50

ہے۔[30]

(5) حاکم و بیہقی حضرت اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی، حضور نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ العَالَمِین میں ساری کائنات کا سردار ہوں۔ [31]

(6) حکیم ترمذی و بیہقی و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر خدا نے مجھ سے فرمایا: وعِزَّتِی وجَلالی لأُوثِرَنَّ حَبِیبِی علی خَلِیلی ونَجِیِّی کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اپنے حبیب کو خلیل و نجی پر فضیلت دوں گا۔[32] الغرض آیات و احادیث سے روشن ہے کہ ہمارے حضور امام الاولین و آخرین و پیشوائے مرسلین ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و

---

(30)۔۔: سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج5، ص350، حدیث: 3627

(31)۔۔: مواہب لدنیہ، المقصد السادس، النوع الاول: فی آیات تضمن تعظیم قدرتہ۔۔الخ، ج2، ص402

(32)۔۔: شعب الایمان، فصل فی مراتب نبینا۔۔الخ، ج3، ص81، حدیث: 1413

اعلیٰ ہیں یعنی

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

"بَعضَھُم" سے مراد انبیاء کے ذاتی کمالات ہیں اور "اِقتَدِہ"[33] کے معنی یہ ہیں کہ اے محبوب آپ کمالاتِ انبیاء کے جامع ہو جایئے، اسی لیے جمہور مفسرین اسی آیت سے حضور علیہ السلام کا افضل المرسلین و جامع الصفات ہونا ثابت کرتے ہیں کہ تمام خصائل، کمال و صفات و شرف جو انبیاء و مرسلین میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں، مثلاً شکر نوح علیہ السلام، خلیفہ ابراہیم، معجزات و آیات موسیٰ و عیسیٰ، صبر ایوب و یعقوب، ملک سلیمان و داؤد علیہم السلام، یہ سب انبیاء کے ذاتی کمالات ہیں، اور حضور ان کے جامع ہیں، اس لیے افضل المرسلین ہیں۔ چنانچہ تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت مسطور ہے:

ثم إن الله تعالى أمر نبيه صلى الله عليه وسلم أن يقتدي بهم

---

(33)۔۔۔: اس سے پہلے یہ آیت گزری ہے جس کی طرف مصنف اشارہ فرما رہے ہیں: أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

وجمع له جميع الخصال المحمودة المتفرقة فيهم فثبت بهذا البيان أنه صلى الله عليه وسلم كان أفضل الأنبياء لما اجتمع فيه من هذه الخصال التي كانت متفرقة في جميعهم

پھر اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ انبیاء کی موافقت کریں تو اللہ نے نبی علیہ السلام میں تمام انبیاء کرام کے خصالِ حمیدہ کو جمع کر دیا پس یہاں سے ثابت ہوا کہ آپ افضل المرسلین ہیں کیونکہ آپ میں وہ تمام کمالات مجتمع ہیں جو انبیاء میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔[34]

ناظرین! اس مختصر سی تقریر سے حضور علیہ السلام کا انبیاء کے تمام کمالات کا جامع ہونا ثابت ہو گیا اور یہ روشن ہو گیا کہ ہمارے حضور جمیع انبیاء کے خصائل و کمال کے مجتمع ہیں، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اسی آیت کی ذرا اور تفصیل کریں۔ لہٰذا قارئین کرام آیۂ کریمہ ﴿كَذٰلِكَ نُرِیٓ اِبْرٰهِيمَ﴾ سے غور کریں، سورہ انعام کے اس رکوع میں اللہ عزوجل نے اٹھارہ انبیاء کا ذکر فرمایا

(34)۔۔۔: تفسیر خازن، الانعام، تحت الآیۃ:90، ج2، ص34

ہے[35] اور ترتیب زمانی و ترتیب مراتب کو چھوڑ کر ایک اور ترتیب بدیع اختیار فرمائی ہے۔وھو ھٰذا

(1)اول ترتیب اصول نسب

اس صنف میں حضرت نوح و ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے، کیونکہ جملہ انبیاء عالم کے انساب انہیں پر منتہٰی ہوتے ہیں اور اکثر اقوام کا انتساب نسلی انہیں کی جانب ہے۔

اصولِ نسب کی اس بنیاد پر ہمارے نبی کریم کو یہ فضل و شرف حاصل ہے کہ قیامت کے دن سب کے حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے، صرف

---

(35)۔۔:وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ(۸۴) وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰى وَ عِیْسٰى وَ اِلْیَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۸۵) وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِیْنَ(۸۶) ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور زکریا اور یحیی اور عیسٰی اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔(پارہ7،الانعام:84 تا 86)ان تین آیات میں 17 انبیا کا ذکر ہے جبکہ اسی رکوع کے شروع میں حضرت ابراہیم کا تذکرہ ہے تو یوں یہاں 18 انبیائے کرام کا ذکر مکمل ہوا۔

حضور ہی کا انتساب باقی رہے گا۔ چنانچہ ابن عساکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ كُلَّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنقَطِعٌ يَومَ القِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي قیامت کے دن سب کے حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔(36)

(2) دوم ترتیب بلحاظ ملک و قدرت

اس صنف میں حضرت داؤد علیہ السلام کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا، کیونکہ آپ کی عظیم الشان اور جہاں گیر حکومت و سلطنت و ملک و قدرت و عزت و شوکت و جاہ و جلال کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

اصول حکومت کے لحاظ سے دیکھئے کہ حضور ہی وہ مقدس ہستی ہیں جس نے عرب کو پنجہ اغیار سے چھڑایا اور بادیہ نشینوں کے سروں پر فرماں روائی کا تاج رکھا، عرب کی وحشی اور جاہل قوم کو حکمت و موعظت والا

(36)۔۔: تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، زید بن عمر بن الخطاب، ج19، ص485
مصنف عبد الرزاق، باب نکاح الصغیرین، ج6، ص164، حدیث: 10354
جواہر البحار، الجزء الثانی فی فضائل النبی المختار، ج11، ص384

بنادیا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ملک عرب کو سرسبز وشاداب اور ظلم واستبداد کو مٹا کر عدل وانصاف قائم کیا اور اگر حکومت وسطوت کے لحاظ سے دیکھنا ہے تو عنقریب اس کی تفصیل آجائے گی۔

(3) سوم ترتیب بلحاظ معجزات وظہور آیات

اس صنف میں حضرت موسیٰ وہارون علیہم السلام کے نام مذکور ہوئے ہیں، معجزات و آیات کے لحاظ سے ہمارے نبی کریم کو یہ شرف و بزرگی حاصل ہے کہ انبیاء کو گنتی کے معجزے ملے، اور آپ کو اتنے معجزات عطا ہوئے جن کا شمار ناممکن ہے، ہمارے نبی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح براہینِ صادقہ و آیاتِ باہرہ سے فرعون سرشت لوگوں پر حجت الٰہیہ کا اتمام کیا اور ماہر فن پر راہِ نجات کھول دیں۔

حضور نے حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح منبر کو اپنے فصیح و بلیغ خطبہ سے اور محراب کو امامتِ کبریٰ سے سربلند فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بے جان چیزوں میں جان ڈال دی، اور سوکھی ہوئی لکڑی کو دردِ محبت کا شناسا بنادیا، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(4) چہارم ترتیب بلحاظ مراتب صبر و شکر

اس صفت میں حضرت ایوب و یوسف علیہما السلام کا ذکر فرمایا ہے، صبر و شکر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حضور صبر و شکر کا مجسمہ نظر آتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی سرکشی و تابانی دیکھ کر اپنی نگاہ قہر سے زمین و آسمان میں تہلکہ مچا دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دربارِ ایزدی میں عرض گزاری: ﴿اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ میں اپنی پریشانی و حزن قلبی کی شکایت خدا سے کرتا ہوں۔[37] حضرت ایوب علیہ السلام نے بے قرار ہو کر دربارِ احدیت میں عرض کی: ﴿رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ اے رب مجھے نقصان پہنچا ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔[38]

اگرچہ نوح و ایوب و یعقوب علیہم السلام کا دربارِ خداوندی میں عرض و معروض کرنا بے صبری نہیں ہے، مگر محمد مصطفیٰ حبیب کبریا علیہ التحیۃ و الثناء کا نرالا، انوکھا صبر ہے، امت نے پتھر برسائے، کانٹے بچھائے، مصیبت و آلام کے پہاڑ توڑے مگر رحمت اللعالمین نے صبر و شکر کی وہ مثال قائم کی

---

(37)۔۔۔: پارہ 12، یوسف، آیت: 86

(38)۔۔۔: پارہ 17، الانبیآء، آیت: 83

ہے جو اس سے قبل چشمِ فلک نے نہ دیکھی اور آپ نے ساری ساری رات امت کے لیے دعامیں گزار دی۔

ہیں دُعائیں سنگِ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

(5) پنجم ترتیب بلحاظ زہد و اعراض عن الدنیا

اس صفت میں حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے زہد کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ دو جہاں کے مالک ہیں کونین کے شہنشاہ ہیں لیکن زہد یعنی دنیا کے مال و منال سے ایسی بے رغبتی ہے کہ ایک معمولی سی چٹائی آپ کا بستر اور جو کی روٹی آپ کی غذا ہے۔

کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کشورِ ثقلین[39] ہیں مگر دربارِ نبوت نقیبِ چاوش[40] اور خیل و حشم[41]

---

(39)۔۔۔: دو جہاں کے بادشاہ

(40)۔۔۔: سلاطین و امرا کی سواری کے آگے آگے مقررہ نعرے لگاتا ہوا چلنے والا

(41)۔۔۔: نوکر چاکر، خادموں اور ملازموں کا ایک گروہ

نہیں رکھتا مگر اس کے باوجود شوکتِ الٰہیہ ایسی ہے کہ نبوت کے جلال سے ہر شخص پیکر تصویر نظر آتا ہے۔اعراض عن الدنیا کے متعلق یہ کہہ دیناکافی ہے کہ شب وصال شہنشاہِ عرب وعجم کے دولت کدہ میں چراغ کے لیے تیل بھی نہیں تھا، حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وصال نہ درہم و دینار چھوڑے اور نہ اونٹ اور بکریاں۔[42]

یہ تھی حضور سید المرسلین خاتم النبیین حاکمِ کائنات متصرفِ موجودات کی دنیا سے بے رغبتی مگر افسوس باغیوں نے یہ دیکھ کر غلط نتیجہ نکالا اور آپ کو مجبور ولاچار جیسے بے ہودہ الفاظ سے یاد کیا جو ان کے خبثِ باطنی پر دلالت کرتا ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(42)۔۔: سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی ما یؤمر بہ من الوصیۃ، ج 3، ص 153، حدیث: 2863

(6) ششم ترتیب بلحاظ تبلیغ امم مختلف

اس صنف میں حضرت اسمٰعیل و یونس و لوط و الیسع علیہم السلام کے نام مذکور ہوئے ہیں، تبلیغ کے اس اصول پر دیکھئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض نبوت کو جس خوش اسلوبی سے سر انجام دیا اور تکمیلِ شریعت و تزکیہ نفوس تاسیسِ اسلام کے عظیم الشان کام کو جس حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ یہاں یہ کہنا ہی کافی ہے کہ عین اس موقع پر جب کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کا خطبہ دے رہے تھے، وہ خطبہ جو فرائض نبوت کا آخری خطبہ تھا یہ آیت اتری:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ آج ہم نے تمہارے دین کو کامل و مکمل کر دیا اور تمام نعمتوں کا اتمام کر دیا اور دینِ اسلام کو تمہارے لیے پسند فرمایا۔ (43)

جو اس طرف اشارہ ایزدی تھا کہ میرے محبوب نے فرائض و نبوت کو تمام و کمال پورا فرما دیا ہے، اور میرے احکام کو با حسن وجوہ تم تک پہنچایا ہے

---

(43)۔۔: پارہ 6، المآئدۃ، آیت: 03

اس لیے اب روحِ قدس کو عالمِ جسمانی میں رہنے کی حاجت نہیں ہے، اسی آیت کو سن کر صدیق اکبر نے گریہ فرمایا تھا، لوگوں نے سبب گریہ دریافت کیا تو صدیق نے فرمایا: اس آیت سے وصال نبوی کی خوشبو آرہی ہے۔

الغرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لحاظ سے دیکھئے اور موازنہ و تقابل کیجئے، آپ میں تمام انبیاء و مرسلین کے فضائل و کمال پائے جاتے ہیں، اور آپ جامع الصفات ہیں۔

ناظرین! سورہ انعام کے اس رکوع جس میں اللہ عزوجل نے انبیاء کے ذکر فرمائے ہیں اور جو ترتیب بدیع اختیار فرمائی ہے اور جس ترتیب کو ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اس کو ذہن میں رکھ کر اسی رکوع کی آخری آیت جو ہمارا موضوع ہے تلاوت کیجئے۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ یہ نبی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی، آپ بھی انہیں کی راہ چلیے۔ (44)

اس کی تلاوت کے بعد آپ دیکھیں گے کہ آیت مذکور نبی علیہ السلام

---

(44)۔۔: پارہ7، الانعام، آیت:90

کو ان جملہ صفات انبیاء کا جامع بتارہی ہے، تو آپ وثوق تام اعتراف کریں گے یہ مقام جامع بھی سرکار کے خصائصِ عظمیٰ میں سے ہے، **فالحمدُللہِ علیٰ ذالك**

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی

ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹر نیشنل

https://wa.me/923126392663